ید اللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی

لا جماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

بانی: مجدد العصر مفتی دوراں حضرت العلامہ حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ

بانی: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

ہفت روزہ **تنظیم اہلحدیث** لاہور

مدیر مسؤل: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ: عارف سلمان روپڑی

جلد 54 | جمعۃ المبارک | 27 ذیقعدہ 1431ھ 5 تا 11 نومبر 2010ء | شمارہ 43 | فون 7856730 فیکس 7659847

...... قربانی کا جانور کیسا ہو؟ ......

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا تذبحوا الا مسنة الا ان يعسر عليكم فتذبحوا جذعة من الضأن ۔[صحیح مسلم]

"دو دانت والے کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی نہ کرو ہاں اگر دشواری پیش آجائے تو دو دانت سے کم عمر کا دنبہ ذبح کر لو"

رسول اللہ ﷺ کے پاس دو سینگوں والے چت کبرے، بڑے بڑے خصی مینڈھے لائے گئے آپ نے ان دونوں میں سے ایک کو پچھاڑا اور فرمایا: بسم الله والله اکبر ۔

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا قربانی کے کن جانوروں سے پرہیز کیا جائے آپ نے ہاتھ کے ساتھ چار جانوروں کا اشارہ کیا۔

العرجاء البين ظلعها والعوراء البين عورها والمريضة البين مرضها والعجفاء التي لا تنقي (ابو داود، ترمذی وغیرہ)

ایسا جانور جو لنگڑا ہو اور اس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، کانا جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو، بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو، نیز ایسا جانور جو لاغر ہو اور اس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔

"صحابہ کہتے ہیں "فاشتركنا في البقرة سبعة وفي البعير عشرة ۔" [سنن ترمذی]

عید الاضحیٰ کے دن ہم گائے میں سات افراد اور اونٹ میں دس افراد شریک ہوئے۔

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس **www.jaamia.info**

ابو عکاشہ عبداللطیف حلیم

عشرہ ذوالحجہ کیسے گزاریں؟

عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ما من ايام العمل الصالح فيها احب الى الله من هذه الايام يعنى ايام العشر قالوا يا رسول الله ﷺ ولا الجهاد فى سبيل الله قال الا رجل خرج بنفسه وماله فلم يرجع من ذلك بشىء

[صحيح البخارى كتاب العيدين باب فضل العمل فى ايام التشريق رقم :٩٦٩سنن ابى داود مع عون المعبود باب فى صوم العشر رقم ٢٤٣٧ واللفظه له]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی بھی دن میں کیا ہوا اچھا کام اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں میں کئے جانے والے نیک عمل سے زیادہ پیارا نہیں صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (دوسرے دنوں میں کیا ہوا) جہاد بھی نہیں ہاں مگر وہ شخص جو اپنی جان ومال کے ساتھ نکلے اور کچھ واپس نہ لے کر آئے یعنی جان اور مال سب کچھ قربان کر دے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں او الذی یظهر ان السبب فى امتياز عشر ذى الحجة لمكان اجتماع امهات العبادة عشرہ ذوالحجہ کی اس امتیازی شان کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں بنیادی عبادات ،نماز ، روزہ ،صدقہ اور حج جمع ہو جاتی ہیں جو کہ ان کے علاوہ کسی اور دن میں جمع نہیں ہوتیں (فتح الباری ۵۸۵/۲)

مسند احمد میں ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے ہاں کوئی دن ان دس دنوں سے عظمت والا نہیں اور نہ ہی کوئی عمل ان دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب ہے پس تم ان دنوں میں کثرت سے لا اله الا الله ،الله اكبر اور الحمدلله پڑھا کرو (مسند احمد)
ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما ان ایام میں تکبیر پکارتے ہوئے بازار نکلتے اور لوگ بھی ان کی تکبیرات سن کر تکبیرات کہتے (صحیح بخاری)

سئل رسول الله ﷺ عن صوم يوم عرفة ؟فقال يكفر السنة الماضية و الباقية (صحيح مسلم) رسول اللہ ﷺ سے یوم عرفہ کے روزہ کے بارے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ گزرے ہوئے اور آئندہ سال کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ انہی ایام کی راتوں کی اللہ نے قسم کھائی ہے **وليال عشر** مجھے ان دس راتوں کی قسم۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے، اس سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔

ہمیں ان دنوں کو غنیمت جان کر اللہ تعالیٰ کے لئے زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے چاہئیں

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

ہفت روزہ **تنظیم اہلحدیث** لاہور

مدیر مسئول

حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 54 ☆ شمارہ 43

27 ذیقعدہ ☆ 1431ھ

5 نومبر ☆ 2010ء

C.P.L. - 104

فون: 7670968 / 7656730 فیکس: 7659847

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

کچھ باغباں ہیں برق وشرر سے ملے ہوئے!

وطن عزیز نفرتوں کی آندھیوں کے تیز جھکڑوں میں ہچکولے کھا رہا ہے۔ کراچی تعصبات کی نفرتوں میں جل رہا ہے۔ بلوچستان وطن دشمن عناصر کی چیرہ دستیوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ خیبر پختونخواہ ایک ہی صوبے میں رہنے والوں کی باہم دشمنی سے لہو رنگ ہوا ہے۔ پنجاب کو زبان کی بنیاد پر ٹکڑے کرنے کے منصوبے بن رہے ہیں۔ ادھر خودکش دھماکوں نے بازاروں، مزاروں، امام بارگاہوں، مساجد کو غیر محفوظ بنا رکھا ہے۔ چوروں ڈاکوؤں نے اس افراتفری میں اپنا اندھیر مچا رکھا ہے۔ مہنگائی نے درمیانے درجے تک کے لوگوں سے ان کی سفید پوشی کا بھرم بھی چھین لیا ہے۔ غریب لوگ بچے برائے فروخت کے بورڈ لگائے بیٹھے ہیں یا بچوں کی بھوک سے تنگ آکر گلے کاٹ کر خود بھی موت کو سینے سے لگا رہے ہیں۔

ادھر امریکہ دن رات ڈرون حملوں کے ذریعے وطن عزیز کے نونہالوں کے جسموں کے چیتھڑے اڑا رہا ہے۔ حکمران طبقہ جنہوں نے ان مسائل کا تدارک کرنا تھا وہ اعلیٰ عدلیہ سے زور آزمائی میں مصروف ہیں یا ملکی وسائل کو شیر مادر کی طرح ہضم کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ملازمتوں میں میرٹ کے نام پر سیل لگی ہوئی ہے، لوٹ مار کے سلسلے میں صدر کو استثناء حاصل ہے کی رٹ لگا کر نیچے تک سب استثناء حاصل کیے ہوئے ہیں۔ ادھر کشمیری اپنی آزادی کا آخری راؤنڈ'' آزادی یا موت'' کھیل رہے ہیں۔ وہ مدد کے لیے پاکستان کی طرف دیکھتے ہیں، سات لاکھ فوج جو جدید ترین اسلحہ سے لیس ہے ان کے ساتھ پتھروں سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ ادھر پاکستانی ہیں کہ ان کے اپنے جسم زخم زخم ہیں وہ کشمیریوں کی کیا مدد کر سکتے ہیں؟

بجلی، گیس، صاف پانی جنس نایاب بنتے جا رہے ہیں۔ گندا پانی پی پی کر ساری غریب عوام بیماریوں میں مبتلا ہے۔ بجلی اور گیس کی لوڈشیڈنگ سے صنعتیں بند، مزدور بے روزگار اور غربت آخری حدوں کو چھو رہی ہے۔ دوست ممالک بجلی کی کمی پوری کرنے کے لیے ایک روپیہ یونٹ بجلی فراہم کرنے کو تیار ہیں لیکن حکومت مصر ہے کہ کرائے کے بجلی کے گھر لے تیرہ روپے فی یونٹ بجلی عوام کو مہیا کرے گی دوست ممالک سستی گیس کی پیش کش کرتے ہیں لیکن حکمران کہتے ہیں کہ امریکہ ناراض ہو جائے گا۔

وطن عزیز میں بلیک واٹر جیسی تخریب کار تنظیم کے افراد مست ہاتھی کی طرح جھومتے پھرتے ہیں۔ امریکی اخبارات تک اس امر کی تائید کر چکے ہیں لیکن ہمارے وزیر داخلہ صاحب کو کہیں نظر نہیں آتے۔

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی

مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید

مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی

نائب مدیر انتظامی: مولانا محمد جابر حسین

معاون مدیر : مولانا عبداللطیف حلیم

منیجر: شہادت طور

0300-4583187

کمپوزنگ/ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی

0301-4002662

فہرست

اداریہ	3
الاستثناء	5
تفسیر سورۃ آل عمران	6
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	8
جنگ تبوک کی کہانی......	13
استقامت کی کڑیاں	15
اسلام، استقامت اور ثمرات	17

زرتعاون

فی پرچہ - 7 روپے

سالانہ - 300 روپے

بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ ''تنظیم اہلحدیث'' رحمٰن گلی نمبر 5 چوک دالگراں لاہور 54000

سابق حکمران نے آدمی اغوا کر کے امریکہ کو فروخت کیے، موجودہ بھی گمشدہ افراد کے بارے میں عوام کی آواز کیا سنیں گے اعلیٰ عدلیہ کے احکام کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ پاکستان کے چاروں صوبوں کے رسم و رواج، تہذیب و تمدن، لباس، زبان الگ الگ ہے۔ پشتو، بروہی، سندھی، پنجابی ایک دوسرے کی زبان کو نہیں سمجھتے۔ چاروں صوبوں کے درمیان قدر مشترک اسلام ہے یا اردو زبان ہے۔ حکمران اسلام کو شجر ممنوعہ سمجھتے ہیں۔

اگر صوبائی، لسانی، علاقائی تعصبات کو ختم کر کے امت مسلمہ پاکستان کو ایک قوم بنانا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے اس ملک میں اسلام نافذ کریں یہی مذہب "انما المومنون اخوۃ" کا درس دیتا ہے۔ دوسرے اردو زبان کو فوری طور پر ملک کی سرکاری اور دفتری زبان قرار دیا جائے۔ نفرتوں کی آگ بجھ جائے گی یہ ملک جو بدامنی کے جہنم میں جل رہا ہے محبتوں کا گہوارہ بن جائے گا لیکن افسوس تو اس بات کا ہے کہ ارباب بست و کشاد کسی ہی ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ ایسی حالت میں قوم سے ہی گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر استغفار کریں، اپنے گناہوں کی معافی مانگیں، کہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے جو عذاب ہمارے اوپر مسلط ہے اللہ تعالیٰ اس سے نجات عطا فرمائے ورنہ خدشہ ہے کہ کراچی میں بار عید الاضحیٰ پر بکروں کی بجائے انسان ہی ذبح ہوں گے۔

جماعت اہلحدیث نے اس اہم ترین درپیش مسئلہ سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے جنگ گروپ کے تعاون سے PC ہوٹل میں تمام دینی، سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں کو اکٹھا کیا اور "اتحاد امت کے فوائد اور ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان سے سیمینار منعقد کیا۔ جس میں تمام جماعتوں کے راہنماؤں نے نہ صرف اتحاد امت پر زور دیا بلکہ جماعت اہلحدیث پاکستان کے امیر اور ان کے کارکنوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ برادر ملک سعودی عرب کے سفیر نے اپنا نمائندہ محمد سعد الدوسری کو اس سیمنار میں شرکت کے لیے بھیجا۔ رابطہ عالم اسلامی کے ڈائریکٹر عبدہ محمد تحسین صاحب بھی تشریف لائے۔ ان دونوں نے عالم اسلام کے اتحاد پر زور دیتے ہوئے قرآن و سنت کو اتحاد کی بنیاد قرار دیا۔

تمام جماعتوں کے راہنماؤں نے اپنی اپنی تقاریر میں موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اس پر مزید پیش رفت کا وعدہ کیا۔ جماعت اہل حدیث جو کہ اس سے پہلے بھی اس اہم موضوع پر ہراول دستے کے فرائض سرانجام دیتی رہی ہے۔ اب بھی تمام دینی و سیاسی جماعتوں کے قائدین سے مسلسل رابطہ رکھے گی تاکہ امت تفرقوں کی اس آگ سے نکل سکے۔

آج ہر درد دل رکھنے والے پاکستانی کا فرض ہے کہ وطن عزیز میں امن قائم کرنے کے حوالے سے اپنی بھرپور توانائیاں صرف کرے۔ پاکستان ایک ایٹمی قوت ہے اور دنیائے اسلام ہماری ایٹمی قوت کی بدولت اپنے آپ کو قوی محسوس کرتی ہے۔ اگر ہم اسلام کو اس ملک میں نافذ کر کے یہاں امن قائم کرنے اور اخوت اسلامی کا عملی نمونہ قائم کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہ صرف ہمارے ملک ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے لیے اطمینان و فرحت کا موجب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے ارباب حل و عقد کو بھی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

مبیع کے عیب کا اظہار

شریعت اسلامیہ نے اگرچہ تجارت کو مستحسن قرار دیا ہے مگر اس کے ساتھ تاجر کو کھلی چھٹی نہیں دی کہ وہ جس طرح چاہے جھوٹ، فریب، دھوکہ بازی اور بے وجہ مہنگائی سے لوگوں کا خون نچوڑتا رہے۔ بلکہ اسلام نے تجارت کے کچھ بنیادی اصول بھی بتلائے ہیں۔ جن میں سب سے اہم یہ کہ دوران تجارت ہمیشہ سچ کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا اور دوسرا یہ کہ اگر مبیع (فروخت کی جانے والی چیز) میں کوئی عیب ہو تو بائع (فروخت کرنیوالے) کو چاہیے کہ مشتری (خریدنے والے) کے سامنے اس عیب کو واضح کرے اور پھر اسے فروخت کرے۔ یاد رہے کہ تجارت میں دھوکہ دینا خلاف شریعت ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُبَيِّنْهُ لَمْ يَزَلْ فِيْ مَقْتِ اللّٰهِ وَلَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِكَةُ تَلْعَنُهُ. [رواہ ابن ماجہ]

"حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا: جس نے کوئی عیب دار چیز بیچی اور بیچی کہ اس کے عیب کو واضح نہیں کیا تو وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا اور فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔" عیب چھپا کر چیز فروخت کرنے والے کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے تنبیہ میں شدت پیدا کرتے ہوئے فرمایا:

"مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا" (جس نے دھوکہ کیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے)

برادران اسلام! ہم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ جب بھی کوئی چیز فروخت کریں تو ایمانداری سے عیب ظاہر کر کے فروخت کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم چند درہموں کی خاطر اپنے خالق ارض و سماں کو ہمیشہ کے لیے ناراض کر بیٹھیں اور محمد عربی ﷺ کی امت سے خارج نہ ہو جائیں۔ [وقار عظیم بھٹی میر محمدی]

الاستفتاء

مفتی عبید اللہ خاں عفیف

قریبی پڑوسی کو شفعہ کا حق حاصل ہے۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام، مفتیان اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے ساتھ والی دکان مجھ سے پوچھے بغیر کسی بیرون والے کو فروخت کر دی ہے۔ حالانکہ میری دکان اور فروخت شدہ دوکان کی دیوار مشترکہ ہے اور میں ہمسایہ بھی ہوں۔ مذکورہ دکان کو خریدنے کا زیادہ حق مجھے بنتا ہے۔ انگریزی قانون کے تحت بھی میں ہی حقدار ہوں، انگریزی قانون میں کیونکہ کافی پیچیدگیاں ہیں۔ دکان ہذا کا معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ معاملہ کو آسان کرنے کے لیے اسلامی قانون کا سہارا لینا چاہتا ہوں لہذا قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ یہ مسئلہ کیسے حل ہو سکتا ہے؟ سائل: عبدالقیوم ولد محمد امین، رحمان گلی نمبر 5 لاہور

الجواب بعون الله الملك الوهاب ومنه الصدق والصواب۔
بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ جمہور علماء اس کے قائل نہیں۔ مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ "اہل عترۃ" محمد بن حسن شیبانی ابو یوسف، امام سفیان ثوری امام ابن ابی لیلیٰ، امام محمد بن سیرین رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ پڑوسی کو شفعہ کا استحقاق ہے اور وہ درج ذیل احادیث صحیحہ سے استدلال کرتے ہیں۔

1۔ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِالدَّارِ مِنْ غَيْرِهِ [رواه احمد وابو داود والترمذی وصححه، نیل الاوطار کتاب الشفعة ج٥، ص٣٣٤]

"حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: مکان کا پڑوسی بنسبت کسی دوسرے کے شفعہ کا زیادہ حقدار ہے۔"

2۔ عَنِ الشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَرْضٌ لَيْسَ لِأَحَدٍ فِيهَا شِرْكٌ وَلَا قِسْمٌ إِلَّا الْجِوَارِ فَقَالَ الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا كَانَ ۔[رواه احمد والنسائی وابن ماجه ولابن ماجة مختصرا الشرك احق بسقبه ما كان نیل الاوطار ج٥، ص٣٣٤]

"جناب شرید بن سوید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک ایسا قطعہ (پلاٹ) ہے جس میں کوئی شخص میرا شریک نہ ہے سوائے میرے ایک پڑوسی کے تو آپ ﷺ نے فرمایا قریب ہونے کی وجہ سے چونکہ وہ شخص تیرا پڑوسی ہے لہذا پڑوسی ہونے کی وجہ سے کسی اور شخص سے شفعہ کا زیادہ حقدار ہے۔" حضرت امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ کی صنیع سے بھی یہی متبادر ہے کہ وہ درج ذیل حدیث صحیح کے پیش نظر پڑوسی کو شفعہ کا حقدار قرار دیتے ہیں۔

3۔ احادیث یہ ہیں: عمرو بن شرید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سعد بن وقاص کے پاس تھا کہ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت سعد سے کہا:

يَا سَعْدُ ابْتَعْ مِنِّي بَيْتَيَّ فِي دَارِكَ فَقَالَ سَعْدٌ لَا أَزِيدُكَ عَلَى أَرْبَعَةِ آلَافٍ مُنَجَّمَةً أَوْ مُقَطَّعَةً قَالَ أَبُو رَافِعٍ لَقَدْ أُعْطِيتُ بِهِمَا خَمْسَ مِائَةِ دِينَارٍ وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا أَعْطَيْتُكَهُمَا بِأَرْبَعَةِ آلَافٍ إِنَّمَا أُعْطَى بِهِمَا خَمْسَ مِائَةِ دِينَارٍ فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ ۔[صحیح البخاری باب عرض الشفعة علی صاحبها ج١، ص٣٠٠] "اے سعد میرے جو دو گھر آپ کے گھر کے قریب ہیں مجھ سے خرید لو تو حضرت سعد نے کہا میں چار ہزار قسط وار سے زیادہ نہیں دوں گا تو ابو رافع نے کہا کہ مجھے ان کے پانچ سو دینار ملتے ہیں اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ (قریبی) پڑوسی شفعہ کا حقدار ہوتا ہے تو میں آپ کو پانچ صد دینار سے کم فروخت نہ کرتا پھر ابو رافع نے چار ہزار درہم میں وہ دونوں گھر حضرت سعد کو فروخت کر دیے۔"

4۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي قَالَ أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا ۔[باب ای الجوار اقرب، صحیح البخاری ج١، ٣٠٠] "سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے پڑوسی ہیں میں کون سے پڑوسی کو تحفہ دوں تو آپ ﷺ نے فرمایا آپ اس پڑوسی کو تحفہ دیں جس کا دروازہ تیرے دروازے کے زیادہ قریب ہے۔ لہذا جب پکے ہوئے کھانے کے تحفہ پر زیادہ قریبی پڑوسی کا حق فائق ہے تو دکان جیسی قیمتی جائیداد پر پڑوسی شفعہ کا بالاولیٰ حقدار ہے۔

4۔ آپ اس لیے بھی شفعہ کے حقدار ہیں کہ آپکی دکان اور اس دکان کی درمیانی دیوار مشترکہ ہے یعنی آپ ملاصق ہیں اور بعض شوافع ملاصق کو حق شفعہ کا حقدار گردانتے ہیں

5۔ سید محمد سابق مصری نے بھی یہی لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ فقہ السنہ ج٣، ص ٢٣٢ مذکورہ بالا احادیث صحیحہ اور ائمہ کرام کے حوالہ سے ثابت ہوا کہ پڑوسی کو شفعہ کرنے کا شرعاً حق ہے اور اس کے اس حق کو نہ شرعاً دبایا جا سکتا ہے اور نہ چھینا جا سکتا ہے لہذا سائل کو شفعہ کا حق پہنچتا ہے یہ اس کا شرعی حق ہے۔ رہی یہ بات کہ سرکاری قانون کے مطابق شفعہ کرنے سے پہلے فریق دوم سے بات چیت کی جائے اور ناکامی کی صورت ٢ آدمی فریق دوم کو قائل کریں کہ ادا شدہ رقم وصول کر کے دکان واپس کر دے اگر یہ دوسری کوشش بھی دم توڑ جائے تو پھر شفعہ کا دعویٰ کیا جائے یہ تجویز شرعاً کوئی ضروری نہیں یعنی تین طلبیں حق شفعہ میں شرعاً ہرگز مخل نہیں ہیں۔ نیز اس میں شفیع کے مزید نقصان کا خطرہ بھی خارج از امکان نہیں۔ هذا ما عندي والله تعالیٰ اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب في يوم الحساب

☆..........☆..........☆

تفسیر سورۃ آل عمران

(قسط نمبر:49) حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

''تم میں سے ایک جماعت (ایسے لوگوں کی) ہونی چاہیے جو لوگوں کو خیر کی دعوت دے اور اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکیں یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔'' [۱۰۴]

<u>مشکل الفاظ کے معانی:</u>

وَلْتَكُنْ: اور چاہیے ہو۔

يَنْهَوْنَ: وہ روکیں۔

الْمُنْكَرِ: برائی۔

<u>ما قبل سے مناسبت:</u>

سابقہ آیات میں مسلمانوں کی اجتماعی اصلاح کے دو اصول بتلائے گئے تھے۔

1۔ ہر انسان اپنے مقام پر حسب استطاعت اپنی اصلاح کرتے ہوئے تقویٰ اختیار کرے۔

2۔ اختلاف وانتشار اور فرقہ واریت کو چھوڑ کر کتاب وسنت پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو جائے۔

ان آیات میں اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ اہل ایمان صرف اپنے اعمال کی اصلاح پر اکتفا نہ کریں بلکہ دوسرے انسانوں کی فکر کرتے ہوئے امر بالمعروف (ان کو نیکی کرنے کا حکم) نہی عن المنکر (اور برائی سے روکنے کی) تلقین حسب استطاعت کریں۔

<u>التوضیح:</u>

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

قومی واجتماعی زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہے کہ کوئی مضبوط اور مستحکم رشتہ ہو جس پر پوری قوم جمع ہو سکے۔ اسلام نے رشتہ وحدت کتاب وسنت پر عمل پیرا ہونا قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی چیز امت مسلمہ میں وحدت پیدا نہیں کر سکتی۔ اس رشتے کو قائم اور باقی رکھنے کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اسلام نے حکم دیا ہے تاکہ لوگوں کے لیے کتاب وسنت پر عمل کرنا آسان ہو جائے اور اللہ کی رسی ان ہاتھوں سے نہ چھوٹ پائے۔ کیونکہ جس طرح انسان کے لیے خود اچھے عمل کرنا اور برائی سے دور رہنا ضروری ہے اسی طرح حسب استطاعت اس کے لیے دوسروں کو نیکی کی ترغیب دینا اور برائی سے روکنا ضروری ہے تاکہ سب لوگ کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔

''مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ۔''

''جو کوئی تم میں سے برائی کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ اسے ہاتھ سے روکے اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل میں اسے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین حصہ ہے۔'' [صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان ج۱، جز۲، ص۱۹]

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ حسب استطاعت ہر انسان کو سر انجام دینا چاہیے۔ اگر اس کام کو ایک جماعت سر انجام دے تو یہ سب کی طرف سے کفایت کر جائے گا۔ اس کام کو سر انجام دینے کی دو صورتیں ہیں۔

1۔ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام۔

2۔ مسلمانوں میں سے اہل علم کی ایک مخصوص جماعت

خلافت کا قیام:

خلافت کے قیام کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔اس کے قیام کے بعد صاحب اقتدار لوگوں کا فرض ہے کہ وہ اس فریضہ کو سرانجام دیں اور حکومتی سطح پر ایک ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے۔جس کے تحت ایک جماعت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو سرانجام دے۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ o

"یہ لوگ کہ اگر اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں غلبہ عطا فرمائے تو نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیں (اور اپنے تمام کاموں کے نتائج کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں اس لیے کہ) تمام کاموں کا انجام (تو بس) اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔"

[الحج:٤١]

اس فریضہ کے لیے مسلمانوں کی جماعت کا قیام:

اگر حکومت اپنی ذمہ داری سے غافل یا کما حقہ اس سے عہدہ برآ نہ ہو تو پھر یہ کام مسلمانوں کو خود سرانجام دینا چاہیے۔ایسے آڑے وقت میں علماء کی ایک جماعت ہو جو اجتماعی طور پر اس فریضہ کو سرانجام دے۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْھِمْ لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ o

[التوبۃ:١٢٢]

"ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہر جماعت میں سے چند لوگ دین کا (علم حاصل کرنے اور اس) میں سمجھ پیدا کرنے کے لیے نکلیں پھر جب وہ (علم دین میں سمجھ پیدا کر لیں تو اپنی) جماعت کے لوگوں کی طرف لوٹیں اور انہیں عذاب الٰہی سے ڈرائیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں۔"

تعلیم و تعلّم کے انتظام سے حکومت یا عوام الناس کو غافل نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس کا اچھے معاشرے کی تشکیل میں ایک اساسی کردار ہوتا ہے۔جس کے بغیر اچھا معاشرہ معرض وجود میں نہیں آ سکتا اور ایسے لوگوں کے لیے ہی اللہ تعالیٰ نے کامیابی کی نوید سنائی ہے۔اگر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کو سرانجام دیں تو وہ اپنی زندگی پروقار طریقے سے بسر کر سکتے ہیں اس کا ترک کر دینا پریشانیوں اور مصائب کا پیش خیمہ ہوگا۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"مَثَلُ الْمُدْھِنِ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰہِ وَالْوَاقِعِ فِیْھَا مَثَلُ قَوْمٍ اِسْتَھَمُوْا سَفِیْنَۃً فَصَارَ بَعْضُھُمْ فِیْ اَسْفَلِھَا وَصَارَ بَعْضُھُمْ فِیْ اَعْلَاھَا فَکَانَ الَّذِیْنَ فِیْ اَسْفَلِھَا یَمُرُّوْنَ بِالْمَاءِ عَلَی الَّذِیْنَ فِیْ اَعْلَاھَا فَتَاَذَّوْا بِہٖ فَاَخَذَ فَاْسًا فَجَعَلَ یَنْقُرُ اَسْفَلَ السَّفِیْنَۃِ فَاَتَوْہُ فَقَالُوْا مَالَکَ قَالَ تَاَذَّیْتُمْ بِیْ وَلَا بُدَّ لِیْ مِنَ الْمَاءِ فَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰی یَدَیْہِ اَنْجَوْہُ وَنَجَّوْا اَنْفُسَھُمْ وَاِنْ تَرَکُوْہُ اَھْلَکُوْہُ وَاَھْلَکُوْا اَنْفُسَھُمْ۔"

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی حدود میں سستی برتنے والے اور اس میں مبتلا ہو جانے والوں کی مثال ایک ایسی قوم کی سی ہے جس نے ایک کشتی (پر سفر کرنے کے لیے جگہ کے بارے میں) قرعہ اندازی کی پھر نتیجے میں کچھ کشتی کے اوپر سوار ہو گئے اور کچھ نیچے۔نیچے کے لوگ پانی لے کر اوپر کی منزل سے گزرتے تھے اور اوپر والوں کو تکلیف ہوتی تھی۔اس خیال سے نیچے والا ایک آدمی کلہاڑی سے کشتی کا نیچے کا حصہ کاٹنے لگا (تاکہ نیچے سے ہی سمندر کا پانی لیا جائے) اب اوپر والے آئے اور کہنے لگے کہ یہ کیا کر رہے ہو؟

اس نے کہا کہ تم لوگوں کو (اوپر آنے جانے سے) تکلیف ہوتی تھی اور میرے لیے پانی بھی ضروری تھا اب انہوں نے نیچے والے کا ہاتھ پکڑ لیا تو انہوں نے اس کو بھی بچا لیا اور خود بھی نجات پا گئے اگر اسے یوں ہی چھوڑ دیا جاتا تو انہوں نے اسے بھی ہلاک کر دیا اور خود بھی ہلاک ہو گئے۔"

[صحیح بخاری کتاب الشھادات باب القرعہ فی المشکلات ج٢،ص٩٥٤،رقم الحدیث:٢٥٤٠]

وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o

جو سعادت مند اپنے معاشرہ میں ایسی جماعت تشکیل دیں جو نیکی کی طرف علی وجہ البصیرت دعوت دے اور برائی سے روکے تو انہی لوگوں کی فلاح اور کامیابی کی ضمانت اللہ تعالیٰ کے قرآن مجید نے دی ہے۔

آیت مبارکہ سے اخذ شدہ مسائل:

1۔اہل ایمان کے لیے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے کے لیے ایک جماعت کو تشکیل دینا ضروری ہے۔

2۔برائی کو ہاتھ،زبان سے روکنا اگر ممکن نہ ہو تو دل میں برا جاننا ضروری ہے

3۔اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کی اصلاح کی فکر کرنے والے ہی حقیقی کامیاب لوگ ہیں۔

☆..........☆..........☆

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر کے بارے میں تحقیقی مقالہ

مولانا فضل الرحمن بن محمد الازہری

قسط نمبر: 5 آخری

امام قسطلانی نے ارشاد الساری ج ۶ ص ۱۴۱ میں باب فضل عائشہ میں لکھا ہے: وہ ہجرت سے تقریباً آٹھ سال پہلے زمانہ اسلام میں پیدا ہوئیں اور جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت ان کی عمر تقریباً اٹھارہ سال تھی۔ انہوں نے آپ سے بہت کچھ حفظ کیا یہاں تک کہا جاتا ہے کہ احکام شرعیہ کا چوتھائی حصہ انہی سے منقول ہے۔ عطاء بن رباح کا بیان ہے: وہ لوگوں میں سب سے زیادہ فقہ و علم اور بہترین رائے والی تھیں۔ ایسا ہی ملتا جلتا قول علامہ عینی کی عمدۃ القاری ج ۱۴ ص ۲۵۰ میں منقول ہے۔ رہی بات چار پانچ سال کی بچی کے قرآنی آیات میں سے ایک آیت کو یاد کر لینا۔ تو اس بات میں بھی حیرت و پریشانی والی کوئی بات نہیں آج بھی کسی دین دار گھرانے کے بچوں سے نماز اور دعائیں سنیں تو وہ سنادیں گے۔ یہ الگ بات ہے کہ برے لوگوں کے بچوں کی بجائے ان کے بڑوں کو دعائے قنوت یا دعائے جنازہ سنانے کو کہیں تو وہ نہیں سنا سکیں گے۔

جہاں تک واقعہ شق القمر کا تعلق ہے تو امام بخاری نے تو یہی لکھا ہے کہ یہ نبی ﷺ کے اس زمانہ میں ہوا جب آپ مکہ میں ہجرت سے پہلے تھے۔ لیکن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۱۱۸ میں واقعہ معراج کے بعد کیا ہے۔ شاید اسی سے اخذ کرتے ہوئے رحمۃ للعالمین کے مصنف قاضی سلیمان منصور پوری نے اپنی تیسری جلد میں اس عظیم معجزہ کا ذکر کرتے ہوئے حاشیہ میں لکھا ہے۔ یہ واقعہ شق القمر ۹ سنہ نبوت کا ہے۔

شق نمبر 14:

میں شاید بریگیڈیر صاحب نے 15 اور 16 کو بھی شامل کر لیا ہے کیونکہ اگلی شق نمبر کا نمبر 17 ہے۔

پہلا اشکال:

اس میں پہلا اشکال یہ ہے کہ تابعین کے دور میں حضرت عائشہ کی عمر کے بارے میں کوئی روایت منظر عام پر نہ آئی۔ ہشام بن عروۃ کا شاگرد علی بن مسہر اپنے استاد کے حوالے سے متعدد روایات ۱۸۵ھ میں منظر عام پر لے آیا۔

دوسرا اشکال:

دوسرا اشکال حضرت عائشہ کا اپنے بھانجے عروۃ سے اپنی خانگی اور قطعی ذاتی زندگی کے واقعات بیان کرنا لغو اور ناقابل قبول ہے۔

تیسرا اشکال:

تیسرا اشکال یہ ہے کہ حضرت عائشہ کے بارے میں روایات بیان کرنے والا نہ صرف ایک راوی ہشام بن عروۃ تھا۔ اس کے عراق پہنچتے ہی گیارہ راوی پیدا ہو گئے۔ عجوبہ بھی یہی ہے کہ یہ روایت صحاح ستہ میں جگہ پا کر پوری امت میں پھیل گئی۔

چوتھا اشکال:

چوتھا اشکال ہشام بن عروۃ اول اول بہت معتبر راوی سمجھا جاتا تھا۔ ۷۱ برس مدینہ میں رہا۔ وہاں اس نے اپنی کوئی متنازعہ حدیث بیان نہ کی امام مالک بھی اس سے حدیث کا درس لیتے تھے پھر قرض خواہوں سے بھاگ کر کوفہ چلا گیا جہاں اس نے ۱۴۶ھ میں ۸۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔

خطیب بغدادی نے امام مالک کے حوالے سے لکھا ہے۔

ہشام بن عروۃ ایک دروغ گو انسان تھا۔ اہل مدینہ بھی اس سے مروی احادیث میں اغلاط کی نشاندہی کرنے لگے تھے۔ بریگیڈیر صاحب نے یہ بھی وضاحت کر دی۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ کے متعلق متعدد احادیث کا براہ راست راوی ہشام بن عروۃ نہیں بلکہ علی بن مسہر ہے۔ جس نے ۳۹ سال بعد اپنے استاد کے حوالے سے یہ احادیث روایت کی ہیں لیکن اس کے علاوہ کسی ایک محدث نے بھی ان احادیث کی تصدیق نہیں کی۔ ہشام بن عروۃ کا اپنا قول ہے جب تم سے کوئی عراقی ایک ہزار حدیث بیان کرے تو نناوے کو زمین پر دے مارو۔ باقی دس میں بھی شک کرتے رہو۔ مذکورہ احادیث کا ماخذ بھی عراقی ہے لہٰذا یہ کیسے معتبر ہو سکتی ہے؟

شق نمبر 18 میں کھل کر حضرت ہشام بن عروۃ پر کیچڑ اچھالا گیا ہے اور زبردست بہتان بازی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ امام الذہبی کی طرف

وہ منسوب کر دیا گیا ہے جو انہوں نے ہر گز نہیں کہا اور نہ ہی لکھا ہے۔

فضول الزامات:

شق نمبر ۱۳ اور ۱۷ اگرچہ الزامات و تضادات کا مجموعہ ہیں۔ مگر ان کا لب لباب یہ بنتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی کم سنی میں شادی والی روایات کو عام کرنے والا ہشام بن عروۃ کا شاگرد علی بن مسہر تھا۔ حالانکہ ۱۸۵ھ سے پہلے ان کا ذکر تابعین کے زمانے میں نہیں ملتا۔ نہ ہی کسی محدث نے اس سے مروی احادیث کی تصدیق کی ہے۔

چونکہ بریگیڈیر صاحب کی تحقیق کا ماخذ ظفر علی قریشی کی کتاب ''امہات المومنین اور مستشرقین'' ہے۔ لہٰذا انہوں نے زیادہ تر وہی نقل کیا ہے جو اس میں منقول ہے۔ علی بن مسہر کو عراقی کہہ کر جس طرح ان کا مذاق اڑایا گیا ہے ان کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب تہذیب التہذیب ج ۷، ص ۳۸۳۔۳۸۴ میں لکھا ہے کہ وہ الحافظ موصل کے قاضی تھے۔ انہوں نے نامور محدثین کو سنا۔ ابوزرعہ نے ان کو صدوق و ثقہ کہا۔ العجلی کا بیان ہے کہ وہ ان میں سے تھے جنہوں نے حدیث وفقہ کو جمع کیا۔ نسائی نے بھی ان کو ثقہ کہا۔ ابن حبان نے ان کا ذکر ثقہ راویوں میں کیا۔ ان کی وفات ۱۸۹ھ میں ہوئی۔

صحیح بخاری کتاب النکاح میں ہشام سے تین ایسی روایات بھی مروی ہیں جن میں علی بن مسہر راوی کا نام نہیں ہے۔ ایسے ہی صحیح مسلم کتاب النکاح میں چار روایات میں بھی علی بن مسہر موجود نہیں۔ ابن ماجہ کتاب النکاح کی ایک روایت میں علی بن مسہر کا نام ہے لیکن دوسری روایت میں اس کا ذکر ہی نہیں۔ ترمذی اور نسائی کی روایات میں بھی علی بن مسہر کی بجائے اور راوی ہیں۔ طبقات ابن سعد جلد ۸ میں حضرت عائشہؓ کی شادی کے بارے میں ہشام کی پانچ روایات میں بھی علی بن مسہر کا نام نہیں ہے۔

بریگیڈیر صاحب اور ان کے استاد کا کہنا کہ کسی اور محدث نے اس کی تصدیق نہیں کی اگر عربی زبان سے ان کو واقفیت ہوتی تو وہ دیکھ لیتے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرنے والے اور بھی محدث ہیں۔

سنن النسائی ج ۲ رقم الحدیث ۳۲۶۰ ابوعبیدہ المتوفی ۸۳ھ اور الاسود المتوفی ۷۴ھ نے الگ الگ حضرت عائشہؓ سے کم سنی والی روایات نقل کی ہے۔ دو محدث تو امام نسائی نے مہیا کر دیے۔

طبقات ابن سعد ج ۸: ترجمہ حضرت عائشہؓ ص ۵۸ میں مذکورہ راویوں کے علاوہ عمرۃ بنت عبدالرحمٰن المتوفی ۱۰۳ھ بن سعد بن زرارہ بھی حضرت عائشہؓ کی وہی روایت بیان کرتی ہیں جو دوسروں نے کیں۔ ص ۶۱ میں امام الزہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا نکاح حضرت عائشہؓ سے چھ سال کی عمر میں اور خلوت نو سال کی عمر میں ہوئی۔ جب آپ فوت ہوئے تو ان کی عمر ۱۸ سال تھی۔ امام الزہری نے ۱۲۴ھ میں وفات پائی۔

بریگیڈیر صاحب نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ کم سنی میں حضرت عائشہؓ کی شادی والی حدیث صحاح ستہ میں جگہ پا کر پوری امت میں پھیل گئی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے اس سے کسی اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں۔

محدثین کے علاوہ مؤرخین نے بھی اپنی تواریخ میں اس کو نقل کیا ہے۔ اب سوچنے والی بات یہ ہے کہ ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا کہ جس کو آرمی ریٹائرڈ ہونے والے ایک بریگیڈیر کی عقل تامہ جیسی عقل تھی۔ جنہوں نے دین کی سربلندی اور حقانیت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور دور دراز کے سفر کیے۔ ان پر ایک بے علم اعتراض کرنے کی جرأت پاکستان اسلامی جمہوریہ میں کر رہا ہے۔ اس سے بڑا اسلام پر حملہ اور کیا ہوسکتا ہے؟ غیروں کی خوشنودی کے حصول کی خاطر ایک مسلمہ مسئلہ کو خراب کرنے کے درپے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہشام بن عروۃ اپنے وقت کے ایک امام تھے۔ خلیب بغدادی کے حوالے سے ان کو واضح طور پر دروغ گو کہہ دیا گیا۔ معلوم نہیں کہ انہوں نے موطا امام مالک دیکھی ہے کہ نہیں؟ اگر ایسے لوگ موطا کو دیکھیں تو ان کو پچاس سے اوپر ایسی روایات ملیں گی جن کو امام مالک نے ہشام بن عروۃ سے نقل کیا ہے۔ اگر امام مالک ان کو دروغ گو سمجھتے ہوتے تو کبھی اپنی موطا میں ان کی کسی بھی روایت کو جگہ نہ دیتے۔ جو خود دروغ گو ہوتا ہے، دوسروں پر الزام لگانے میں وہ بہت دلیر ہوتا ہے۔ پہلے ہی عرض کر دیا گیا تھا کہ احادیث پر اعتراض کرنے والے حوالوں میں ہیرا پھیری کرنے کو معیوب نہیں سمجھتے۔ احادیث اور اس کے راویوں کے بارے میں نامناسب زبان بھی بڑی دلیری سے استعمال کرتے ہیں۔ جہاں تک خانگی اور ذاتی زندگی کے بارے میں حقائق سے آگاہ کرنے کا تعلق ہے تو یہ بالکل جائز اور احسن ہے۔ جب اللہ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا تو انسانوں کو شرمانے کی کیا ضرورت ہے۔ بڑی دادی اماں اپنے بچوں کو بتائے کہ میری شادی چھوٹی عمر میں ہوئی تھی تو اس میں قباحت کا کونسا پہلو نمایاں ہوتا ہے جب مقصد ہی اعتراض کرنے کا ہو تو پھر ہر پہلو میں نقص دکھائی دیتا ہے۔ امام الذہبی کی

میزان الاعتدال کے حوالے سے جو لکھ دیا گیا وہ سراسر جھوٹ اور امام الذہبی پر بہتان ہے ہشام کے ترجمہ ۹۲۳۳ میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔

شق نمبر 18: میں بریگیڈیر صاحب نے حضرت عائشہ کی گڑیوں اور جھولے کے حوالے سے اپنی ۱۳/۱۴ سالہ پوتیوں کا ذکر کیا ہے کہ وہ اب بھی گڑیوں سے کھیلتی ہیں اور شاید مزید چند سال بھی کھیلتی رہیں گی۔

بڑے لوگوں کی غلط سوچ:

ہمارے معاشرے کی سب سے بڑی ستم ظریفی یہی ہے کہ اپنی پوتیوں کے بارے میں تو سوچتے ہیں اور ان کے گڑیوں سے کھیلنے پر فخر کرتے ہیں لیکن ان بچیوں کا ان کو کوئی خیال نہیں ہوتا جو غربت میں جنم لیتی ہیں اور غربت میں زندگی کے دن گزار کر مٹی میں دفن ہو جاتی ہیں۔ ۵/۷ سال کی عمر میں امیروں کی خدمات کرنا ان کا مقدر ہوتا ہے اور کسی امیر کا گھر نہ ملے تو اپنے والدین کے ساتھ محنت و مزدوری کرتے کرتے بوڑھی ہو جاتی ہیں۔ بات گڑیوں اور جھولوں کی نہیں بلکہ حضرت عائشہ کی عمر کی تھی جو شادی کے وقت وہی تھی جس پر تمام محدثین و مؤرخین کا اجماع ہے۔ غیروں کو خوش کرنے کی کوشش کرنے والوں کے تصورات و مفروضوں سے اس میں ان شاء اللہ کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو گی۔

شق نمبر 19:

میں بریگیڈیر صاحب کا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ کا واقعہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ابن اسحاق اور امام مالک رحمہ اللہ نے نقل نہیں کیا۔ جو ہشام کے زمانے کے قریب ترین تھے۔ لہذا ہشام والی روایت درست نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کو اگر تدوین و تحقیق کا مزید موقع ملتا تو وہ غیر معتبر روایات کو مسترد کر دیتے۔ حسادنہ متناقض اور متضاد روایات صحیح بخاری میں جگہ پا گئیں اور ان کے شاگردوں نے بغیر ترمیم و اصلاح کے شامل کر لیں۔ اسی لیے قاری کو ابواب و عنوانات میں خاصی بے ربطی محسوس ہوتی ہے اور موضوع کی مناسبت سے متوقع عنوان کی ذیل کی بجائے بہت سی احادیث بھی بالکل غیر متعلقہ عنوانات کے تحت کہیں اور مرقوم پائی جاتی ہیں ان میں ایسی احادیث ہیں جو روایات اور عقل و سلیم کے خلاف ہیں کیونکہ امام بخاری کی بے وقت وفات سے مزید تحقیق اور تصدیق کا عمل نامکمل رہ گیا۔ امام مالک ہشام کے اہم ترین شاگرد تھے انہوں نے حضرت عائشہ کی رخصتی والی روایت نہیں اپنائی کیونکہ اس وقت تک یہ روایت وضع نہیں ہوئی تھی۔ ابن عروۃ کی روایات متصل نہیں بلکہ منقطع ہیں اور اصول حدیث کی رو سے مدلس یعنی (Faoricate) ہیں۔

محقق کی تحقیق کی حقیقت:

محقق نے اپنی تحقیق کا ماخذ تین کتابوں کو بنایا یعنی ان کے نزدیک سارا دین صرف ان تین کتابوں میں ہی پایا جاتا ہے۔ ان کو اتنا بھی علم نہیں کہ کسی جز کے مذکور نہ ہونے سے وہ معدوم نہیں ہو جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہ کی وہ کونسی کتاب ہے کہ جس میں انہوں نے دوسرے محدثین کی طرح دینی تعلیم کو جمع کر دیا ہے۔ انہوں نے قرآن کی کوئی تفسیر نہیں لکھی تو کیا قرآن کا انکار کر دیا جائے گا۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اگر عائشہ صدیقہ کے نکاح اور رخصتی والی روایت نہیں اپنائی تو کیا باقی تمام احادیث و تاریخ کی کتابوں کا رد کر دیا جائے گا۔ امام مالک رحمہ اللہ نے نہ صرف حضرت عائشہ کی شادی کا ہی ذکر نہیں کیا بلکہ تمام ازواج مطہرات اور رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کی شادیوں کا بھی ذکر نہیں کیا تو کیا ان کی شادیوں کا انکار کر دیا جائے گا؟ جہاں تک ابن اسحٰق کا تعلق ہے۔ تو جناب محقق نے سیرت ابن ہشام پوری پڑھی نہیں بلکہ حوالے سے حوالہ نقل کر دیا ہے۔ مصطفی البابی الحلبی مصری کی مطبوعہ سیرت ابن ہشام ج ۲، ص ۶۴۳، ۶۴۴ ذکر ازواجہ ﷺ امہات المومنین میں ام المومنین حضرت عائشہ کے بارے میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں ان سے نکاح کیا جب ان کی عمر سات سال تھی اور مدینہ میں خلوت کی تو اس وقت ان کی عمر نو سال تھی۔

چونکہ محقق صاحب کا مشن احادیث کا رد و انکار کرنا ہے۔ ان کو کیا معلوم کہ فن حدیث کیا ہے؟ یہ ایسا فن ہے کہ دنیا کی کوئی قوم اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ محقق صاحب کو یہ بھی معلوم نہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے دن رات محنت کر کے اور ہر حدیث و عنوان کے لیے اللہ سے استخارہ کر کے سولہ سال میں مکمل کر کے اس وقت کے بڑے بڑے اماموں کو دکھا کر زندگی ہی میں ان کی تائید حاصل کی تھی۔

دینی مدارس سے فارغ ہونے والوں کو سب سے آخری حدیث کی کتاب صحیح بخاری ہی پڑھائی جاتی ہے کیونکہ اس کے ترجمۃ الباب اور روایت میں تعلق پیدا کرنا ہی علمی فن ہے۔ جو اساتذہ کی راہنمائی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا اور جہلاء وہی کہتے ہیں جو محترم بریگیڈیر صاحب نے کہا ہے: کشف الظنون کے مطابق صحیح بخاری کی 80 سے زیادہ شرحیں لکھی جا چکی ہیں، جن میں فتح الباری کو فوقیت حاصل ہے۔

محقق صاحب کو یہ بھی علم نہیں کہ مدلس کو (Fabrcated)

نہیں کہتے بلکہ انگریزی کا لفظ من گھڑت روایت کے لیے استعمال ہوتا ہے اور مدلس اس راوی کو کہا جاتا ہے جو اپنے استاد کا واسطہ چھوڑ کر روایت بیان کرتا ہے۔ ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ صحیح بخاری کو قرآن حکیم کے بعد سب سے صحیح کتاب اس لیے کہا جاتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا راویوں کو پرکھنے کا معیار بلند تھا۔ دو راویوں کے ہمعصر ہونے کو وہ کافی نہ سمجھتے تھے بلکہ جب تک دونوں کے درمیان ملاقات ثابت نہ ہو جاتی وہ ان کی روایت نہیں لیتے تھے اسی کو متصل کہا جاتا ہے۔

رہی بات عقل سلیم کی تو ہر فن کے لیے اس کا ایک معیار ہوتا ہے جیسے ایک فوجی فوج میں زندگی گزارنے کے بعد فوجی عقل سلیم حاصل کرتا ہے۔ ویسے ہی علمی میدان میں دن رات محنت کرنا پڑتی ہے اور جتنا بڑا عالم و محقق ہوگا وہ ایسے محسوس کرے گا کہ ابھی اس نے کچھ ہی پڑھا کیونکہ علمی سمندر کی گہرائی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جبکہ فوجی عقل سلیم والے نے صدیوں سے جمع ہونے والے علمی سرمایہ کی بلا تکلف نفی کر دی۔ کسی محدث کے پاس بیٹھ کر حدیث کا علم حاصل کیا ہوتا تو صحیح بخاری کا یہ عنوان اور اس کے تحت مروی حدیث کا آپس میں تعلق سمجھنے میں ان کو کوئی دشواری پیش آتی اور ہر حدیث انکی عقل سلیم کے عین مطابق ان کو نظر آجاتی

شق نمبر 20:

میں بریگیڈیر صاحب نے بلا دلیل و حوالہ لکھا ہے۔ ہشام بن عروۃ ۱۳۱ھ تک قیام مدینہ میں عراقی احادیث کو ناقابل اعتبار ٹھہراتا تھا۔ لیکن عراق میں پہنچتے ہی اس کو حضرت عائشہ کی عمر کے بارے میں نو راوی کوفہ سے اور چار بصرہ سے مل گئے۔ جنہوں نے ہشام کی مدنی شہرت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کے نسیان کی وجہ سے حضرت عائشہ والی حدیث اس سے منسوب کر کے پھیلا دی۔ یوں اختلاف و انتشار کی بنیاد رکھ دی۔

بہتان بازی کی انتہاء:

احادیث اور ان کے راویوں کے بارے میں مذکورہ عبارت پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اختلاف و انتشار پیدا کرنے والا شخص اس حدیث کے راویوں پر اختلاف و انتشار کا الزام لگا رہا ہے۔ جو ائمہ حدیث کے نزدیک متفق علیہ ہے جس میں اختلاف کی کوئی آمیزش نہیں۔ مگر محقق نے اس کے من گھڑت ہونے کا دعویٰ بھی کر دیا۔ بریگیڈیر صاحب کو معلوم نہیں کہ کوفہ اور بصرہ کی بنیاد رکھنے والے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے اور تین سو سے اوپر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی وہاں سکونت اختیار کی اور ان صحابہ سے بیان کرنے والوں کے نام طبقات ابن سعد کی چھٹی اور ساتویں جلد میں دیکھے جا سکتے ہیں جو سینکڑوں کی تعداد میں تھے۔ جن کے حالات زندگی ائمہ حدیث نے کتابوں میں محفوظ کر دیے ہیں۔ آج ثقہ راویوں اور ضعیف راویوں کے بارے میں پوری معلومات فن حدیث کی کتابوں میں مہیا کر دی گئیں ہیں۔

جس حدیث کو متنازع بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ وہ تاریخ کی کتابوں میں حسب ذیل موجود ہے ((۱) البدایۃ والنھایۃ ج ۸، ص ۹ (۲) تاریخ خمیس ج ۱، ص ۲۶۶ (۳) تاریخ الکامل ج ۲، ص ۲۰۹، ۲۱۰ (۴) تاریخ الطبری ج ۲، باب السنۃ العاشرۃ، ذکر الخبر عن ازواج رسول ﷺ) کیونکہ بریگیڈیر کے نزدیک تاریخی حوالہ زیادہ معتبر ہوتا ہے۔

بریگیڈیر صاحب کی خواہش ہے کہ غیروں کو خوش کرنے کے لیے اپنی تمام ان کتابوں میں تبدیلی کر دی جائے کہ جن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کم سنی میں شادی کا ذکر ہوا ہے۔ اس سے بڑھ کر غیروں کی اطاعت کا اور کیا مظاہرہ ہو سکتا ہے؟ بیرون ملک کی طرف سے تو ایسے فتنوں کی سرپرستی کی جاتی ہے۔ اب یہ سلسلہ پاکستان میں بھی شروع ہو گیا ہے لیکن اللہ اپنے دین کی حفاظت کرنے والا ہے۔ وہی اس کا بندوبست کرے گا۔

بریگیڈیر صاحب تو عائشہ کی عمر کی تصحیح کے بارے میں کوشاں ہیں جبکہ کینیڈا سے چھپنے والی کتاب (The quranic concept of nikah) میں اختر شیرازی نے عائشہ، ابوہریرہ اور خدیجہ کا بالکل ہی انکار کر دیا ہے۔ اس کا کہنا ہے:

کہ رسول اللہ ﷺ کی صرف دو بیویاں تھیں۔ اس نے تمام احادیث مبارکہ کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کی تدوین عباسی خلفاء کے زمانے میں ہوئی۔ یہ تصور انگریزوں نے دیا اور ہندوستان میں اس کو مقبول بنانے میں بڑی کوشش کی گئی لیکن علماء اسلام نے اس کا بھرپور جواب دیا۔ پاکستان بننے کے بعد جب پھر کسی فتنہ نے سر اٹھایا تو اس کا سدباب بھی ہوتا رہے گا اب بیرون ملک سے اس کو بڑے منظم طریقے سے پاکستان پہنچانے کی کوشش کا آغاز ہو چکا ہے۔ علماء اسلام کا فرض عین ہے کہ جس طرح بیرون ملک سے شائع ہونے والے خاکوں کے خلاف تحریک چلا رہے ہیں ویسے ہی اس بے دینی یلغار کو ناکام بنانے کے لیے بھی میدان میں آجائیں تاکہ دینی اختلاف و انتشار سے قوم محفوظ ہو جائے۔

شبہ نمبر21:

میں بریگیڈیر صاحب کا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ والی حدیث اصل میں اثر ہے اور اس کو فعلی حدیث بنانے کے لیے نو سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کی حضرت عائشہ سے جنسی مقاربت والی حدیث گھڑلی گئی۔ تاکہ وہ فعلی حدیث ثابت ہوجائے اور حدیث کے احترام میں عرب کی گرم آب وہوا کو جواز بنایا کہ اس میں لڑکیاں جلد جوان ہوجاتی ہیں پھر انہوں نے یہ اشکال پیدا کیا کہ عرب یا جیکب آباد میں آج لڑکیاں بلوغت کو کیوں نہیں پہنچتی؟ آخر میں انہوں نے ایک بار پھر امام مالک کے حوالے سے الزام لگایا کہ ہشام بن عروۃ کاذب تھا۔

اصل مقصد حدیث کا انکار ہے:

اپنے طویل مضمون کو ختم کرتے ہوئے نہ صرف صحاح ستہ بلکہ ان تمام احادیث اور تاریخ میں مروی متفق علیہ حدیث کو من گھڑت کہہ دیا۔ چونکہ فن حدیث کے تو وہ خلاف نہیں ہیں، ان کو کیا معلوم کہ حدیث وسنت اور جزوائز کو بیان کرنے والے راوی جب ثقہ ہوں گے تو وہ عین حجت ہوگی بات راوی کی عدالت وصداقت کی ہوتی ہے جو جزوائز یا حدیث وسنت کو قابل قبول بناتی ہے۔ ان کو معلوم نہیں کہ محدث کو اثری بھی کہا جاتا ہے۔

یہ انکا عرب یا غیر عرب میں عورت کی بلوغت کا تعلق ہے۔ تو اس سلسلہ میں مختلف ممالک کی کم سن ماؤں کے حوالے پہلے ہی پیش کردیے گئے۔ یورپ، امریکہ وغیرہ ملکوں کے سکولوں کے کم سن بچوں کے بارے میں شاید ان کو معلوم نہیں کہ ان میں کم سنی ہی میں جنسی تعلق کا آغاز ہوجاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ایک کم سن اور معمر عورت سے شادی کی حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب میں آپ کے بارے میں فرمایا:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کان یرجوا اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا۔

”تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے اس کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔“

آپ ﷺ نے امت کے لیے نمونہ قائم کردیا کہ حالات وواقعات اور ضرورت کے تحت ایسا ہوسکتا ہے ضروری نہیں کہ ایسا کیا جائے اللہ تعالیٰ حق کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

دعوت وتبلیغ میں تعاون کریں اور تبلیغی اشتہارات مفت حاصل کریں

ادارہ ہذا عظیم سکالر وادیب مولانا محمد رمضان سلفی خطیب جلو موڑ لاہور ومدیر اعلیٰ ”تنظیم اہلحدیث لاہور“ کے تعاون سے جاری تھا ادارہ ہذا کی طرف سے ایک صد مختلف عنوانات پر سٹیکرز، اشتہارات، پمفلٹ، کتابچے وغیرہ تیار کیے گئے جو ملک بھر میں تقسیم کیے جاتے رہے مگر اب سلفی صاحب اپنے خالق حقیقی کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ ان کا تعاون بند ہوچکا ہے جس کی وجہ سے کافی لٹریچر شائع ہونے والا باقی ہے۔

لہٰذا مخیر حضرات اس سلسلہ میں بھرپور تعاون فرمائیں۔ تاکہ دعوت وتبلیغ کا یہ سلسلہ جاری رہے۔ نیز مدرسہ جامعہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا تعمیری کام ابھی باقی ہے۔ مدرسہ پر لینٹر ڈالنے کے لیے 2 لاکھ تخمینہ لاگت ہے۔ احباب اس سلسلہ میں بھی تعاون فرمائیں۔

شائقین 15 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر درج ذیل اشتہارات مفت حاصل کریں۔

☆......احکام باری تعالیٰ ☆......ارشادات نبوی ﷺ ☆......اقوال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

☆......اقوال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ......اقوال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ......اقوال حضرت علی رضی اللہ عنہ

☆......اقوال امام غزالی رحمہ اللہ......اقوال حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ

الداعی الی الخیر: عبدالشکور ساقی منتظم ادارہ تبلیغ القرآن والحدیث (رجسٹرڈ) ریل بازار کھڈیاں خاص ضلع قصور 0301-7981031

جنگ تبوک کی کہانی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی زبانی

مولانا اسحاق حقانی ...... مدرس جامعہ اہلحدیث لاہور

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے تھے۔ عبداللہ عبدالرحمٰن، عبیداللہ۔ آخر عمر میں ان کی بینائی جاتی رہی تو انکے بیٹے عبداللہ ان کا ہاتھ پکڑ کر لاتے وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ حضرت کعب بن مالک نے جنگ تبوک کے بارے میں بیان کیا کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہا۔ آپ نے 27 غزوات میں شرکت فرمائی اور نو میں تلوار بھی چلائی۔ غزوہ بدر میں شریک نہیں تھا کیونکہ یہ ایک اتفاقیہ معرکہ تھا۔ مسلمان قریش کے قافلے کو روکنے کے لیے نکلے تھے جو ابوسفیان شام کے علاقہ سے تجارتی سلسلے میں واپس لے کر آ رہا تھا۔ مگر ان کو پتہ چل گیا تو اس نے قریش سے مدد طلب کی تو ابوجہل ہزار آدمی لے کر نکلا۔ اس طرح یہ معرکہ بدر کے مقام پر برپا ہوا۔ جو اس غزوہ سے رہ گئے کسی کو ملامت نہیں کی گئی۔ میں آپکے ساتھ مکہ میں مقام عقبہ پر بیعت کرنے والوں میں شامل تھا جبکہ ہم نے اسلام کی حمایت کا وعدہ کیا۔ یہ میرے نزدیک غزوہ بدر سے بھی اہم ہے کہ اگرچہ معرکہ بدر زیادہ مشہور ہے۔ جنگ تبوک میں حاضر نہ ہو سکا حالانکہ اس وقت میں بڑا خوشحال اور باہمت تھا۔ میرے پاس تین بہترین سواریاں تھیں، نبی کریم ﷺ جب کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تو صاف اس کا نام نہ لیتے بلکہ اشارہ کنایہ سے کام لیتے تاکہ دشمن فائدہ نہ اٹھا سکے۔ مگر جنگ تبوک میں آپ ﷺ نے واضح اعلان فرمادیا کیونکہ سفر دور دراز کا تھا، گرمی کا موسم تھا، طاقتور دشمن کا سامنا تھا، باغوں کے پھل بھی پک چکے تھے، اسکے باوجود بھی صحابہ آپ ﷺ کی آواز پر ذوق وشوق سے تیاری میں مصروف ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر کا تمام اثاثہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نصف مال لے کر آئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ تیار کر کے پیش کیے اور ایک ہزار دینار کی تھیلی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ تو اس وقت آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت سناتے ہوئے فرمایا: ''اے عثمان تیرے جنت میں جانے کے لیے یہی عمل کافی ہے''

30،40 ہزار کے قریب صحابہ رضی اللہ عنہم جہاد کے لیے جمع ہو گئے، ان کی گنتی کے لیے کوئی دفتر یا رجسٹر نہیں تھا۔ اگر کوئی آدمی غائب ہو جاتا تو وحی کے ذریعے اس کا پتہ چل جاتا تھا ورنہ نہیں۔ میں پر اعتماد تھا کہ جب آپ ﷺ اور ساتھی نکلیں گے ساتھ ہو جاؤں گا۔ مگر میں سامان سفر نہ باندھ سکا اسی دوران لشکر اسلام روانہ ہو گیا۔ میں خیال کرتا رہا کوئی بات نہیں، میرے پاس تیز سواریاں موجود ہیں، لہٰذا اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا ملوں گا۔ یہاں تک کہ لشکر کافی دور چلا گیا۔

میں جب مدینہ کی گلیوں میں نکلتا تو منافقوں اور معذوروں کے سوا کوئی نظر نہ آتا۔ آپ ﷺ نے بھی سفر میں مجھے یاد نہ فرمایا، مقام تبوک پر پہنچ کر پوچھا کہ کعب نے کیا کیا؟ تو بنی سلمہ کا ایک آدمی بولا کہ اس کے فاخرانہ لباس نے اس کو فریفتہ کر دیا اور پیچھے رہ گیا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ تو نے بری بات کی ہے ہم نے تو اس میں کوئی برائی (فخر) نہیں دیکھی تو آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ اسی دوران دور سے ایک سفید لباس والا آدمی نظر آیا تو آپ نے دعا کی کہ ابوخیثمہ ہو تو وہی نکلے جن کے بارے میں ایک صاع کھجوروں کا صدقہ دینے پر منافقوں نے اعتراض کیا تھا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب مجھے خبر ملی آپ ﷺ تبوک سے واپس آ رہے ہیں تو میں سوچنے لگا کہ کوئی ایسا جھوٹا بہانہ تلاش کروں کہ آپ ﷺ کی ناراضگی سے بچ جاؤں یا اپنے خاندان والوں کے صاحب رائے سے مدد طلب کروں۔ جب پتہ چلا کہ آپ مدینہ کے قریب پہنچنے والے ہیں تو وہ سب باتیں بھول گئیں اور میں نے خیال کیا کہ ایسی باتوں سے میں نہیں بچ سکوں گا۔

اس لیے آپ ﷺ کے سامنے سچ بولوں، جب آپ سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں تشریف لاتے اور دو رکعتیں ادا کرتے، یہاں تک کہ گھروں میں خبر پہنچ جاتی۔ اب بھی آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا تو 80 سے اوپر غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے آ کر قسمیں اٹھا کر معذرت کرتے تو آپ ﷺ نے ان کی باتوں پر اعتبار کر کے ان سے بیعت لیتے اور باقی ان کے معاملات اللہ کے سپرد کرتے، جب میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپ ناراض آدمی سا مسکرائے اور فرمایا آگے آؤ میں شرماتا ہوا آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ پوچھا کیوں جہاد سے پیچھے رہ گیا کہ تیرے پاس سواری نہیں تھی میں نے عرض کیا کہ اگر دنیادار حاکم کے سامنے جاتا تو آپ دیکھتے کسی طرح عذر بہانے لگا کر آپ کی ناراضگی سے بچ جاتا۔ مجھے باتیں کرنا آتی ہیں مگر اللہ کی قسم اگر میں آپ کے سامنے جھوٹ بول کر آپ ﷺ کو خوش کر دیتا تو قریب تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مجھ پر ناراض کر دیتا۔ اس لیے میں نے انجام اللہ تعالیٰ پر چھوڑ کر آپ کے سامنے سچ بول دیا، میرے پاس پیچھے رہنے کا کوئی عذر نہیں کیونکہ صاحب ہمت وحیثیت تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا جاؤ اللہ کے فیصلے کا انتظار کرو۔

بنی سلمہ کے آدمی میرے پاس آئے کہنے لگے: اللہ کی قسم ہمیں نہیں معلوم کہ تو نے اس سے پہلے کوئی جرم کیا ہو تو کیا تجھ سے یہ نہ ہو سکا۔

جو پیچھے رہ جانے والوں نے عذر پیش کیے تو بھی کر دیتا اور تیرے لیے آپ ﷺ کا استغفار کافی ہو جاتا۔ یہ باتیں وہ بار بار کہتے کہ میرا ارادہ بن گیا کہ آپ کے پاس جا کر اپنی باتوں سے انکار کر دوں پھر میں نے ان سے پوچھا کہ ایسا اور بھی کسی آدمی کے ساتھ معاملہ پیش آیا ہوا ہے؟ کہا کہ ہاں دو تین آدمی اور ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کون؟ کہنے لگے۔ مرارہ بن ربیعہ، اور ھلال بن امیہ واقفی۔ یہ دونوں نیک بدری صحابی تھے تو میں نے کہا کہ پھر یہ میرے آئیڈیل ہیں۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو ہم تینوں کے ساتھ بات کرنے سے منع فرما دیا ہم لوگوں سے الگ تھلگ رہ گئے، یہاں تک کہ مجھے زمین تنگ نظر آنے لگی۔ میرے دو ساتھی گھر میں بیٹھ کر روتے رہے مگر میں نوجوان صاحب ہمت تھا مسجد میں بازار میں، آتا جاتا رہا لیکن کوئی میرے ساتھ بات نہ کرتا۔ نماز پڑھ کر آپ ﷺ کو سلام کرنے آتا تو دیکھتا کہ آپ کے لب مبارک حرکت میں آئے ہیں یا نہیں۔ نماز پڑھتے بھی کن انکھیوں سے دیکھتا، میں جب آپ کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ منہ پھیر لیتے، مسلمانوں کی بے رخی سے بھی تنگ آ گیا۔

ایک دن میں گھر سے نکلا اور ابوقتادہ ؓ کے باغ کی دیوار پھلانگ کر انکے پاس جا پہنچا وہ میرا چچازاد اور پیارا بھائی تھا۔ میں نے اس کو سلام کہا تو اس نے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے کہا کہ ابوقتادہ ؓ اللہ گواہ ہے کہ تجھے علم نہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔ لیکن وہ چپ رہا، پھر میں نے اس کو کہا تو کہنے لگا اس کو اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ میری آنکھوں میں آنسو آ گئے منہ پھیر کر واپس چلا آیا۔ بازار میں جا رہا تھا کہ ایک شامی آدمی جو غلہ کا تاجر تھا، میرا پوچھ رہا تھا لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا اس نے میرے پاس آ کر شاہ غسان کا خط دیا۔ میں نے کھول کر دیکھا اس میں لکھا تھا کہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ تمہارا نبی تجھ پہ ناراض ہے تو کوئی حقیر آدمی نہیں، ہمارے پاس آ جاؤ ہم تمہارا ہر طرح کا خیال رکھیں گے۔ میں نے خیال کیا کہ یہ ایک اور آزمائش ہے۔ میں نے وہ خط جا کر تنور میں ڈال دیا۔ چالیس دن گزر گئے ہمارے بارے میں کوئی وحی نہ آئی، آپ ﷺ کا قاصد آیا کہنے لگا کہ اپنی بیوی سے بھی علیحدگی اختیار کر لو۔ میں نے کہا طلاق دے دوں؟ کہا نہیں بس صرف اس کے پاس نہیں جانا، میرے دو ساتھیوں کو بھی یہی پیغام ملا، میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اللہ کے فیصلے تک اپنے ماں باپ کے گھر چلی جا۔

ھلال بن امیہ کی بیوی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، عرض کیا کہ میرا خاوند بہت کمزور ہے گھر میں خادم بھی نہیں، کیا میں اس کی خدمت کروں؟ فرمایا مگر ازدواجی تعلق نہ ہو، عرض کی اس میں اتنی ہمت کیا

اس طرح وہ غم واندوہ میں گھر بیٹھا رہا، مجھے بھی بعض لوگوں نے کہا کہ تو بھی بیوی سے خدمت کی اجازت لے لو۔ میں نے کہا نہیں معلوم کہ آپ مجھے کیا جواب دیں، میں جوان آدمی ہوں۔ اس طرح پچاس دن گزر گئے، زمین بھی ہمارے لیے تنگ ہو گئی، اسی عالم میں گھر کی چھت پر نماز فجر پڑھ کر بیٹھا تھا کہ سلع پہاڑی پر ایک آدمی آواز دے رہا تھا کہ اے کعب تجھے خوشخبری۔ میں نے سجدہ (شکر) کیا اور جان گیا کہ مصیبت ٹل گئی۔

نماز فجر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہماری قبولیت توبہ کا اعلان فرمایا۔ تو صحابہ کرام ؓ ہمیں خوشخبری دینے دوڑے۔ میری طرف ایک گھڑ سوار چلا، بنو اسلم قبیلے کا ایک آدمی دوڑا اس نے پہاڑ پر چڑھ کر آواز دی آواز سوار سے پہلے پہنچ گئی جب آواز دینے والا آیا تو میرے جسم پر کپڑوں کے سوا کچھ نہیں تھا۔ میں نے کسی کے کپڑے لیے اور اپنے اتار کر اس کو دے دیے اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لیے چلا، لوگ تو بہ پر مبارکباد دینے کے لیے جمع ہو گئے اور کہنے لگے تجھے مبارک ہو۔ مسجد میں آیا تو آپ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ ؓ دوڑتے ہوئے آ کر میرے گلے ملے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ اس کے علاوہ اور کوئی مہاجر نہ کھڑا ہوا، یہ طلحہ ؓ کی نیکی مجھے ہمیشہ یاد رہی۔ میں نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے جگمگا رہا تھا اور فرمایا کہ تیری پیدائش سے لے کر آج تک ایسا کوئی خوشی کا دن نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے۔ فرمایا کہ میری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ میں نے آپ ﷺ سامنے بیٹھ کر عرض کی کہ میری توبہ کا شکرانہ یہ ہے کہ مال سے دست بردار ہوتا ہوں اور اس کے رسول ﷺ کے سپرد کرتا ہوں۔ فرمایا کہ کچھ اپنے پاس بھی رکھ لو، عرض کیا کہ خیبر والا حصہ رکھ لیتا ہوں اور میں نے عرض کیا کہ یہ اللہ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی آئندہ زندگی میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ میں نہیں جانتا کہ جب سے آپ سے یہ وعدہ کیا کسی اور کو اللہ تعالیٰ نے ایسا آزمایا ہو، میں نے آج تک بھی ارادہ سے جھوٹ نہیں بولا۔

امید ہے کہ باقی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ محفوظ رکھیں گے اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے اس سے بڑا کوئی انعام نہیں کہ میں نے آپ کے سامنے جھوٹ بول کر ہلاکت مول نہیں لی۔ ورنہ میرا انجام بھی ان لوگوں کے ساتھ ہوتا جن کے بارے میں انتہائی سخت وعید سنائی گئی ہے۔ ’’کہ یہ گندے لوگ قسمیں اٹھا کر تم کو راضی کر لیں گے مگر اللہ فاسقوں سے کبھی راضی نہیں ہوگا۔‘‘ [سورۃ التوبہ]

☆……☆……☆

استقامت کی کڑیاں

عبدالماجد...... متعلم جامعہ اہلحدیث لاہور

اس کائنات میں جس وقت اسلام کا آفتاب طلوع ہوا اور اس کی کرنیں کفر کے ایوانوں تک پہنچیں تو اہل کفر کو ان کرنوں نے بے تاب کر دیا ان کرنوں کو ختم کرنے اور اسلام کے اس آفتاب کو ختم کرنے کے لیے دشمنان اسلام نے ایڑی چوٹی کا زور لگانا شروع کر دیا اور اسلام کی حفاظت کرنے والے ان کے سامنے سیسہ پلائی دیوار کی طرح کھڑے ہو گئے۔ دشمنان اسلام نے ان استقامت کے پہاڑوں کو ختم کرنے کے لیے ہر جدوجہد کی۔ تاریخ کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے۔ اہل اسلام ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار ہو گئے لیکن اسلام جیسی نعمت سے دستبردار نہ ہوئے۔ پیغمبر اسلام ﷺ پر اونٹ کی اوجھڑیاں پھینکی گئیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کوئلوں پر لٹایا گیا اہل یاسر رضی اللہ عنہ کو بے دردی سے شہید کیا گیا لیکن استقامت کی یہ کڑی ٹوٹنے نہ پائی۔ تاریخ گواہ ہے کہ اسلام کو مٹانے والے خود تو مٹ گئے، ابوجہل جیسے سفاک، عتبہ، شیبہ، جیسے ظالم قلیب بدر کی نذر ہوئے۔ کہیں عورتوں کی بے شمار قربانیاں ہمارے سامنے آئیں جنہوں نے اپنے خاوندوں، بیٹوں، بھائیوں کو اسلام کے لیے پیش کیا اور استقامت کی کڑی کو مضبوط رکھا۔ حضرت خنساء قادسیہ کے میدانوں میں چار بیٹوں کی شہادت کے بعد یہ کہتی ہیں: "الحمد لله الذی شرفنی باستشهادهم وارجو من ربی ان یجمعنی بهم فی مستقر رحمته" "اللہ ہی کا شکر ہے کہ جس نے مجھے شہیدوں کی ماں بنایا ہے اور ان کو شہادت کا شرف حاصل ہوا ہے میں اپنے رب سے یہ امید رکھتی ہوں وہ مجھے جنت میں ان کے ساتھ اکٹھا کرے گا۔"

گویا مرد و زن نے اسلام کی بقاء کے لیے لازوال قربانیاں پیش کی ہیں جن کی زندگیاں آج بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ اسی جبل استقامت کی کڑیوں میں سے ایک کڑی ہماری بہن عافیہ صدیقی ہے جو آج دیار غیر میں بے بسی کے عالم میں اپنی زندگی کے دن پورے کر رہی ہے۔ وہ عافیہ جو قرآن کی حافظہ دین کی عالمہ اور دنیا کی مشہور یونیورسٹیوں سے ڈگریاں حاصل کرنے والی آج بھی کسی محمد بن قاسم کے انتظار میں ہے اور مسلمانوں کی سوئی ہوئی غیرت پر ایک بہت بڑا دھبہ ہے مگر حکمران تو اقتدار کے نشے میں اندھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ مگر ڈاکٹر عافیہ بیچاری قید میں بے بسی کے عالم میں زندگی کے دن پورے کر رہی ہے اور محمد بن قاسم جیسے غیرت مند بھائی کی منتظر ہے جو اس کی پکار کا جواب دے سکے۔

سو جا بے بسی کی چادر اوڑھ کر تو عافیہ
ماؤں نے محمد بن قاسم پیدا کرنا چھوڑ دیئے

افسوس کی بات ہے کہ آج اس کی بہن فوزیہ صدیقی کو سڑکوں پر آنا پڑ رہا ہے لیکن مسلمانوں کی کثیر تعداد خاموش ہے۔

تلواریں بیچ کر خرید لیے مصلے تم نے
بیٹیاں لٹتی رہیں اور تم دعا کرتے رہے

مسلمانو! جس نبی ﷺ کی تم امت ہو اس نبی نے ایک مسلمان عورت کا دوپٹہ کھینچنے پر یہودیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دیا تھا لیکن تم کیوں خاموش ہو؟ اور حکمرانوں کا یہ حال عافیہ صدیقی کو 30 مارچ 2003ء کو کراچی ایئرپورٹ کی طرف جاتے ہوئے اغواء کیا گیا اور فوری معلوم نہ ہو سکا۔ 14 اپریل 2003 کو ایف بی آئی نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ البتہ 28 مئی 2003 کو حکومت نے عافیہ صدیقی کو امریکہ کے حوالے کرنے کی تصدیق کی۔ پھر سال گزر گئے تا کہ آنکہ 7 جولائی 2008 کو برطانوی صحافی ریڈلے نے انکشاف کیا کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو بگرام ائیربیس افغانستان میں ماورائے قانون غیر انسانی تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ آج سات سال کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی حکومت کچھ نہ کر سکی اور امریکی عدالت "جو مین ہٹس" میں ہے۔ اس کے جج رچرڈ برمن نے بالآخر 86 برس کی قید سنائی اور ایک مرتبہ پھر اسلام کی چودہ سو سال تاریخ میں استقامت کی دیوار بننے والی کڑیوں میں ایک اور کڑی ہماری نگاہوں کے سامنے آئی۔ عافیہ صدیقی سے غیر انسانی سلوک کیا، ابوسبایا جو کہ ایک امریکی جیل میں "حق پرستی" جس کا نام ضمیر راذم باطل پرستوں نے رکھا اس الزام میں ہے یعنی حق پرستی کی وجہ سے امریکی جیلوں میں موجود ابوالسبایا لکھتے ہیں کہ عافیہ کے وکیل نے عافیہ پر ڈھائے جانے والے امریکی ظلموں کا تذکرہ کیا۔

جن میں چند درج ذیل ہیں۔ 1۔ امریکی قید میں اس کو نقصان پہنچا۔
2۔ امریکی قید کے دوران اس کا گردہ نکال دیا گیا۔

3۔ وہ کھانا ہضم نہیں کر سکتی کیونکہ آپریشن کے دوران اس کی آنتوں کا ایک حصہ بھی نکال دیا گیا۔

4۔ سامنے پورے جسم پر آپریشن کا نشان ابھی تک موجود ہے۔ آپریشن انتہائی غیر ذمہ داری اور کمال اناڑی پن سے کیا گیا تھا۔ افغانستان میں دائمی درد کے باوجود اسے صرف بروفن دی جارہی تھی۔

جس وقت یہ مقدمہ زیر سماعت تھا ابو السیاپا بھی اس وقت عدالت موجود تھا۔ یہ یہودی شاید اس بات کو یاد کریں، تمہاری ریڈلے طالبان کے ہاتھ آئی تھی اور کچھ عرصہ بعد مریم بن گئی اور اپنی کتاب (In the hand of taliban) میں لکھتی ہے کہ میں نے طالبان کے ایک آدمی کے پاؤں میں غصے سے تھوک دیا لیکن اس کا رویہ پھر بھی میرے ساتھ نرم تھا میں ان سے بہت زیادہ غصے میں بات کرتی لیکن وہ میری طرف نظریں اٹھا کر بات نہیں کرتے تھے یہ ایک ہمارا کردار ہے اور ایک تمہارا کردار پھر دنیا دیکھ چکی ہے۔

بلکہ مریم (ریڈلے) نے خود اپنی کتاب میں انکشاف کیا ہے کہ برطانیہ میں موجود "سوہو" میں موجود میرے فلیٹ سے کچھ چیزیں میری گرفتاری کے بعد چوری ہوئیں اور اسلام آباد کے جس ہوٹل میں افغانستان جانے کے لیے ٹھہری تھی اس ہوٹل میں میری کچھ چیزوں کی تلاشی ہوئی۔ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ برطانوی اور امریکی انٹیلی جنسیوں کا یہ کام تھا اور یہ چیزیں طالبان کو بھجوائیں گئیں تاکہ اسرائیل کے لیے جاسوسی کے الزام میں مجھے قتل کر دیا جائے۔ کیونکہ میری ان چیزوں میں اسرائیلی پاسپورٹ کی فوٹو کاپی بھی تھی اور میرے شوہر نمبر 3 کا پاسپورٹ تھا اور اس میں موساد کا کوڈ نمبر تھا، میرا شوہر کیونکہ ایک اسرائیلی تھا۔ میری یہ چیزیں امریکی انٹیلی جنس (2) اس لیے پہنچائیں کہ طالبان مجھے اسرائیل کا جاسوس سمجھ کر قتل کر دیں اور میری لاش تابوت میں بند برطانیہ پہنچے تو امریکہ برطانیہ کو کھل کر افغانستان میں خونریزی کا موقع مل سکے۔

یہ دو تہذیبوں کا اصل فرق ہے، ایک طرف باعزت رہا کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف 86 سال کی قید سنائی جارہی ہے۔ عافیہ کی استقامت کی وجہ سے آج بھی تاریخ دہرائی جارہی ہے۔ اس پابند سلاسل حافظہ اور عالمہ کے لیے ہمیں میدانوں میں نکلنا ہوگا۔ ورنہ ہم خالق حقیقی کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ آخر میں اس ادنیٰ طالب علم کی یہی گزارش ہے کہ جس قدر ہو سکے اپنی بہن کے لیے ہر معاملے میں تگ و دو کرو اور اس کی رہائی کو ممکن بناؤ تاکہ ہم قیامت کے دن اپنے اللہ تعالیٰ کے سامنے عذر پیش کر سکیں۔ آخر میں اس استقامت کے پہاڑ کو سلام پیش کرتا ہوں۔

استقامت کو تیری سلام عافیہ
عظمت کو تیری سلام عافیہ

☆..........☆..........☆

پچاسواں سالانہ جلسہ تقسیم واسناد

دار الحدیث اوکاڑا کا پچاسواں سالانہ جلسہ تقسیم اسناد مورخہ 29 نومبر 2010ء بروز سوموار بعد نماز عشاء ہو رہا ہے۔ جس میں قاری محمد حنیف ربانی، حضرت مولانا یوسف پسروری و دیگر علماء کرام خطابات ارشاد فرمائیں گے۔ تفصیلی اشتہار عنقریب شائع ہوگا [عبداللہ یوسف ناظم دار الحدیث ساہیوال اوکاڑا 0312-4403173]

حج بیت اللہ کی سعادت: مرکزی جمعیت اہلحدیث کوٹ رادھا کشن کے سابق ناظم مالیات چوہدری محمد رمضان اجنالوی 25 اکتوبر 2010ء کو اپنی زوجہ اور والدہ محترمہ کے ہمراہ فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے روانہ ہو گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے فریضہ کو قبول کرکے بخیر و عافیت وطن واپس پہنچائے۔ آمین

مبارکباد: راقم الحروف کے چچازاد بھائی حافظ عبدالستان بن مولانا عنایت اللہ امین مدرس راجووال ضلع اوکاڑا الفرقان کالج اوکاڑا میں زیر تعلیم ہیں۔ انہوں نے لاہور بورڈ سے ایف اے کے امتحان میں 1100 میں سے 877 نمبر لے کر ضلع اوکاڑا بھر میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے۔ وللہ الحمد

ہم حافظ عبدالستان کی کامیابی پر ادارہ الفرقان کالج اور حافظ عبدلستان کے والدین کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مستقبل میں دین اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

محمد اسلم پیار کو صدمہ: اہلحدیث یوتھ فورس کوٹ رادھا کشن کے پریس سیکرٹری محمد اسلم پیار اور گورنمنٹ جناح ماڈل سکول کے ٹیچر ماسٹر محمد خالد کے والد گرامی میاں محمد دین بھٹی تقریباً 90 برس کی عمر میں طویل علالت کے بعد 20 اکتوبر 2010ء کو انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم شریف الطبع، ملنسار اور مہمان نواز شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی نماز جنازہ شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ حنیف نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین [دعا گو: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاحروی کوٹ رادھا کشن قصور]

دعائے صحت: حافظ عبدالحنان کی بھانجی کافی دنوں سے بیمار ہے۔ قارئین دعا کریں کہ اللہ ان کی بھانجی کو صحت یاب کرے۔ آمین

اسلام، استقامت اور ثمرات

صاحبزادہ سلمان عادل بن محمد رمضان سلفی حفظہ اللہ

دنیا میں بے شمار مذاہب اور نظام حیات مختلف ادوار میں وجود میں آئے۔ جن میں سے اکثر مذاہب اپنی عمر گزار کر تاریخ کے اوراق میں گم ہوئے اور کئی مذاہب اب بھی موجود ہیں۔ مگر ان تمام میں وہ اخلاقیات، اعلیٰ ظرفی، نظم ونسق، عدل وانصاف، تہذیب وتمدن موجود نہیں ہے جو کہ اسلام کا طرہ امتیاز ہے۔ اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو معاشرے سے ہر قسم کے نسلی ولسانی تعصب کو ختم کرتا ہے اور یہی وہ مذہب ہے جس نے بنی آدم کو ظلمت کی تاریک گہرائیوں میں گر کر تباہ ہونے سے بچایا ہے، بلکہ انہیں تھام کر صراط مستقیم پر بھی چلایا ہے۔ اسلام نے ہمیں ایک عظیم انقلاب سے روشناس کروایا ہے، جس کی بنیاد آقائے دو جہاں (ﷺ) نے رکھی۔ پہلے پہل جب نبی کریم ﷺ نے دعوت کا آغاز کیا تو سب سے پہلے اپنے گھر والوں کو اکٹھا کیا، انہیں اسلام کی دعوت دی، وحدانیت کا درس دیا، لیکن نتیجتاً اپنے ہی چچا نے زبردست مخالفت کی بلکہ دیگر مشرکین کے ساتھ مل کر آپ ﷺ کو تکالیف دیں۔ مسلمانوں سے غنڈہ گردی کی جاتی، تشدد کی تمام حدیں پھلانگی جاتیں، سماجی تعلقات توڑ دیئے جاتے، مشرکین نے بجائے صداقت پر ایمان لانے کے نئے نئے شیطانی حربے استعمال کیے۔ آپ ﷺ کی راہوں میں کانٹے بچھائے جاتے، سجدہ کی حالت میں آپ ﷺ کی گردن مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی جاتی، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اکیلے جدوجہد کرتیں اور مشرکین دور بیٹھے قہقہے لگا رہے ہوتے، کبھی اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والوں کو سربازار رسوا کیا جاتا، حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو جلتے انگاروں پر لٹایا جاتا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو تپتی ریت پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا اور پھر بھی وہ احد احد کی صدا بلند کرتے۔ لیکن مسلمانوں کی تعداد پھر بھی بڑھتی رہی اور مسلمان دلجمعی کے ساتھ علم، حق وصداقت تھامے ہوئے اپنی منزل کی طرف بڑھتے رہے۔ تب مشرکین نے ایک اور سفاکانہ منصوبہ تیار کیا۔ ایک معاہدہ ہوا جس میں مسلمانوں اور بنو ہاشم کا بائیکاٹ کیا گیا، ہر قسم کے رشتے اور تعلقات توڑ دیئے گئے، لین دین میل جول سب منقطع کر دیئے گئے، اشیائے خورد ونوش کو بند کر دیا گیا، بچے دودھ نہ پی سکتے، بڑے پتے کھانے پر مجبور ہوئے، مسلمانوں کو تین سال تک یہ ہولناک اور اذیت ناک تکلیفیں برداشت کرنا پڑیں۔ مگر ان کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی۔ نبی کریم ﷺ اہل مکہ کے رویے سے مایوس ہو کر طائف کی طرف روانہ ہوئے، مگر وہاں پر بھی انسانیت کی توہین کی گئی۔ آپ ﷺ پر پتھر برسائے گئے، آپ ﷺ لہولہان ہوئے، لیکن دامن استقامت نہ چھوڑا، بلکہ ان کی ہدایت کے لیے دعا کی اور عذاب کے لیے آنے والے فرشتوں کو واپس کر دیا۔ آخر کار آپ ﷺ مدینہ تشریف لے گئے، وہاں صحابہ کو اکٹھا کیا اور انہیں جہانبانی کے نئے آداب سکھائے، نیا معاشرہ تشکیل دیا، مہاجرین وانصار کو بھائی بھائی بنا دیا، انصار نے ایثار وقربانی کی نئی مثالیں قائم کیں، نیا نظام سلطنت قائم ہوا۔ مشرکین مکہ نے اس نئے مرکز کو بھی ختم کرنے کی سازش کی اور مدینۃ النبی (ﷺ) کی طرف چڑھائی کی۔ رب کائنات کا منصوبہ کچھ اور تھا، میدان بدر سجا جہاں مسلمانوں کی نصرت کو فرشتوں کی جماعت بھی آئی۔ پھر چشم فلک نے تاریخ کے نئے ابواب رقم ہوتے دیکھے اک عجب نظارہ تھا، جب بھائی کے مقابل بھائی تلوار سونتے کھڑا تھا، بیٹے کے مقابل باپ تھا تو چچا کے مقابل بھتیجا، ماموں بھانجے کی گردن کاٹ رہا تھا، جسمانی رشتے ناتے کٹ رہے تھے۔ صرف اسلامی رشتہ اور ایمان کا رشتہ قائم ودائم تھا۔ کفار شکست سے دوچار ہوئے، معرکہ بدر کے ایک سال بعد ہی اپنی خفت وندامت مٹانے کے لیے مشرکین مکہ دوبارہ میدان احد میں جمع ہوئے۔ لیکن فرزندان اسلام کے مقابل نہ ٹھہر سکے۔ اسی معرکے میں مسلمانوں پر آزمائش بھی آئی خود نبی رحمت ﷺ کا دانت مبارک شہید ہوا، مگر مجموعی طور پر کفار کے دل ودماغ میں مسلمانوں کا رعب ودبدبہ قائم ہوا۔ انہیں دوبارہ ایسا کرنے کی جرأت نہ ہوئی، پھر فتح مکہ کا موقع آیا تو گویا کہ اسلام کی فتح تھی۔ تب کچھ لوگ بدلہ چاہتے تھے، لیکن رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: لا تثریب علیکم الیوم. آج کے دن تم سے کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ یہ مرحلہ تھا تو جان لیوا مگر جانثاران مصطفیٰ ﷺ رہتی دنیا تک کے لیے عظیم باب رقم کر گئے اور اسی کے ثمرات تھے۔

ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افوجا.

اسلام کی فطرت کو قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دو گے

فضیلۃ الشیخ مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ (حیات و خدمات)

تالیف: ملک عبدالرشید عراقی .... تبصرہ نگار: حافظ عبدالوہاب روپڑی

فضیلۃ الشیخ مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ کا شمار ان علمائے کرام میں ہوتا ہے جو اپنے علم وفضل کے اعتبار سے ایک بلند مقام ومرتبہ کے حامل تھے۔ تمام علوم اسلامیہ پر آپ کو یکساں قدرت حاصل تھی۔ تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ وسیر اور اسماء الرجال پر ان کا مطالعہ وسیع تھا۔ ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایہ علم تھا۔ تاریخ پر گہری اور تنقیدی نظر رکھتے تھے۔ فقہ جعفریہ اور فقہ حنفی کی کتابیں بھی ان کے مطالعہ میں آتی تھیں۔

مولانا گوندلوی مرحوم ومغفور ایک کامیاب مناظر بھی تھے۔ فن مناظرہ میں وہ سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ کے تربیت یافتہ تھے حضرت حافظ صاحب کو ان پر بہت زیادہ اعتماد تھا، دوسرے الفاظ میں مرحوم حافظ صاحب کے معتمد علیہ تھے جماعت اہلحدیث کے وہ بلند پایہ مناظر تھے اور وہ مناظرہ کلاس کے لیے جامع القدس چوک دالگراں لاہور میں طلباء کو ٹریننگ دینے کے لیے بھی ان کی خدمات بے مثال ہیں۔

علمائے اہلحدیث نے ہمیشہ کتاب اللہ اور حدیث نبوی ﷺ سے محبت اور ان کی نصرت وحمایت اور ان کا دفاع کیا ہے اور منکرین حدیث کے اعتراضات کا مسکت جواب دیا ہے۔ مولانا گوندلوی رحمہ اللہ کو حدیث نبوی ﷺ سے بہت زیادہ محبت تھی۔ حدیث کے معاملہ میں معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔

جس نے بھی حدیث کے خلاف زبان کھولی اور قلم اٹھایا اس کے حملے کو روکنے کے لیے ان کا قلم شمشیر بے نیام ہو جاتا تھا۔ دفاع حدیث کے سلسلہ میں مرحوم نے جو مقالات لکھے ان کی شہادت ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور" اور دوسرے جماعتی رسائل ہفت روزہ الاعتصام" اور "اہلحدیث" سے مل سکتی ہے۔

ملک عبدالرشید عراقی حفظہ اللہ جماعت اہلحدیث پاکستان کی جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ تقریباً نصف صدی سے ان کا قلم رواں دواں ہے شخصیات پر لکھنا ان کا موضوع ہے اور اس میں ان کو خاص مہارت حاصل ہے۔ شخصیات پر ان کی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور ملک کے اہل علم اور اہل قلم سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

فضیلۃ الشیخ مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ سے عراقی صاحب کے دیرینہ تعلقات تھے۔ عراقی صاحب اپنے اس دیرینہ تعلقات کی بنا پر مرحوم مولانا گوندلوی رحمہ اللہ کے حالات اور ان کی دینی، علمی خدمات پر ۵۶۵ صفحات پر ایک کتاب مرتب فرمائی ہے۔ یہ کتاب (۶) ابواب پر محیط ہے پہلے باب میں ان کے حالات زندگی، تعلیم وتدریس اور ان کے اخلاق و عادات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسرے باب میں مولانا گوندلوی رحمہ اللہ کے اساتذہ کا تذکرہ ہے۔ تیسرے باب میں ان کی تصانیف کی تفصیل ہے۔

چوتھا باب فتاویٰ سے متعلق ہے۔ پانچویں باب میں مولانا گوندلوی رحمہ اللہ نے دوسرے مصنفین کی کتابوں پر مقدمات وتقریظات لکھیں ان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ آخری باب میں مولانا گوندلوی رحمہ اللہ کا فن مناظرہ میں جو مقام ومرتبہ تھا اس پر روشنی ڈالی ہے اسکے علاوہ آپکے بعض مقالات ومضامین بھی درج کیے گئے ہیں۔

عراقی صاحب کی یہ کتاب مولانا گوندلوی رحمہ اللہ مرحوم کے دیرینہ رفیق مولانا عبدالحفیظ مظہر حفظہ اللہ نے اپنے ادارہ جامعہ خاتم النبیین ﷺ کمیریال سے شائع کی ہے۔ عراقی صاحب نے اس کتاب کا انتساب بھی مولانا عبدالحفیظ مظہر کے نام کیا ہے۔

یہ کتاب قابل مطالعہ ہے اور مولانا گوندلوی مرحوم سے عقیدت رکھنے والوں اور خاص کر ان کے تلامذہ کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ عراقی صاحب کی یہ ایک بہت علمی کاوش ہے۔ جو آپ نے بڑی محنت سے ایک ضخیم کتاب مرتب کر کے علمی دنیا کو ایک بہترین تحفہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ ان کی عمر اور علم میں اضافہ فرمائے۔ آمین

☆ ☆ ☆

تحفۃ الجمعۃ

تالیف: شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ آف راجووال — تبصرہ نگار: ملک عبدالرشید عراقی

آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ''جن دنوں میں آفتاب طلوع ہوتا ہے ان میں بہترین دن جمعہ کا ہے۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن ان کو جنت سے نکالا گیا اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔''
[صحیح مسلم: ۸۵۴]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے: ''اے ایمان والو! جمعہ کے دن نماز کی آواز دی جائے تو تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو'' [الجمعہ: ۹]

آنحضرت ﷺ کا ارشاد پاک ہے: ''لوگ نماز جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ لازماً غافل لوگوں میں شامل ہوں گے۔'' [صحیح مسلم: ۸۶۵]

رسول اللہ ﷺ نے وجوب جمعہ کی شرائط بیان فرمائی ہیں:

1۔ مرد ہونا، کیونکہ عورت پر جمعہ واجب نہیں ہے۔
2۔ آزاد ہونا، کیونکہ غلام پر جمعہ واجب نہیں ہے۔
3۔ بالغ ہونا، کیونکہ نابالغ پر جمعہ واجب نہیں ہے۔
4۔ تندرست ہونا، کیونکہ بیمار تو بیماری کی وجہ سے جمعہ میں شریک نہیں ہوسکتا اس پر جمعہ واجب نہیں ہے 5۔ مقیم ہونا، کیونکہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں ہے

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''جمعہ چار کے سوا سب پر واجب ہوتا ہے (اور وہ چار یہ ہیں) غلام مملوک، عورت، نابالغ لڑکا اور بیمار'' [سنن ابی داود: ۹۳۲]

اسلام نے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے کسی جگہ کی قید نہیں لگائی اس کے باوجود بعض حضرات کا کہنا ہے کہ نماز جمعہ صرف شہروں میں ہی ادا کی جائے گی۔ حالانکہ یہ بات صحیح نہیں اور حدیث کے خلاف ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان کا اپنا عمل بھی اس کے مطابق نہیں، بلکہ خود دیہاتوں میں اپنی مساجد میں نماز پڑھتے، پڑھاتے ہیں دیہاتوں میں نماز جمعہ ادا کرنے کی سب سے بڑی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے'' [الجمعہ: ۹]

یہ آیت تمام ایمان والوں کے لیے عام ہے خواہ شہری ہوں یا دیہاتی۔

شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ نے اس کتاب میں قرآن و حدیث کی روشنی میں جمعۃ المبارک کے فضائل، احکام و مسائل بیان فرمائے ہیں۔ اس کے علاوہ (۴۰) سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین عظام رحمہم اللہ (۳۰) سے زائد محدثین، مفسرین، مصنفین، علمائے کرام اور خطباء عظام کے حالات بھی مختصر بیان کیے ہیں اور نماز جمعہ، خطبہ وغیرہ کے بارے میں بھی (۱۵۰) سے زائد احادیث اس کتاب میں جمع کی ہیں۔ اس کتاب کی فہرست مضامین درج ذیل ہے۔

1۔ خطباء اہلحدیث (علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ تا حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ، شیخ القرآن محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ
2۔ فرضیت جمعہ (۳) فضائل جمعہ (۴) خصوصیات جمعہ (۵) اذان جمعہ
3۔ خطیب کے لیے چند ہدایات: آنحضرت ﷺ کی نماز بھی درمیانی ہوتی اور خطبہ بھی درمیانہ ہوتا۔ [جامع ترمذی: ۵۰۷]

اس پر پوری زندگی عمل کریں، خطبہ نہ تو طویل کریں کہ کان ہی پک جائیں اور جان چھڑانے کے لیے آخر میں پہنچنا شروع کردیں اور نہ بالکل مختصر کہ خالی ہاتھ اٹھ جائیں۔ لوگوں کو کچھ دیں لیکن اس انداز سے کہ ان کے اندر مزید سننے کی تڑپ باقی رہ جائے۔ [ص: ۴۷]

4۔ خطبہ مسنونہ 5۔ فضائل درود شریف 6۔ جمعہ سے پہلے مسائل و آداب
7۔ دوران خطبہ مسائل و آداب 8۔ جمعہ کے بعد مسائل و آداب۔
9۔ قبولیت اعمال صالحہ کی شرائط:
(الف) اخلاص نیت (ب) صحت عقیدہ (ج) اتباع سنت۔
10۔ شیخ الحدیث کا خصوصی خطاب 11۔ تراجم محدثین کرام 12۔ مصنفین برصغیر 13۔ حالات روایان حدیث۔

یہ کتاب نماز جمعہ اور اس کے متعلقہ مسائل پر بڑی جامع اور عمدہ کتاب ہے۔ ہر پڑھے لکھے مسلمان اور خاص خطباء حضرات کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ قیمت درج نہیں۔ ۲۰۷ صفحات پر محیط یہ کتاب مکتبہ دارالحدیث الجامعہ کمالیہ راجووال ضلع اوکاڑہ نے شائع کی ہے۔ ☆☆

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH

فون دفتر جریدہ (042) 5854010
فون دفتر مرکزی تنظیم اہلحدیث (042) 6581025

C.P.L - 104

سلف صالحین کے مسلک کا ترجمان

☆ خوشخبری ☆
جامعہ اہلحدیث لاہور کا
سعودی جامعات سے الحاق

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمد للہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 28 قابل اور مخلص اساتذہ تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ

حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ و رئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

تاسیس اول 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ

تجدید تاسیس 1949ء لاہور

شعبہ جات

جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے۔ 1۔ تحفیظ القرآن الکریم 2۔ درس نظامی 3۔ وفاق المدارس السلفیہ 4۔ دارالافتاء 5۔ تصنیف والتالیف 6۔ فن مناظرہ 7۔ دعوت والارشاد 8۔ کمپیوٹر لیب 9۔ طب اور اسکے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے

جامعہ اہلحدیث سے کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع۔

وظائف

ہر ماہ طلباء کے لیے نقد وظائف

سالانہ اخراجات

جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام و طعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام و ملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 58 لاکھ 43 ہزار دو سو بیاسی روپے سے تجاوز کر چکا ہے جو اللہ کے فضل و کرم اور احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی و رہائشی بلاک، کچن اور ڈائننگ ہال تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ کے فضل و کرم اور احباب کے تعاون سے ممکن ہیں اسلئے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

ترسیل زر کا پتہ
اکاؤنٹ نمبر 7066 یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور پاکستان

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور دفتر نمبر: 0423-7656730 موبائل: 0300-9476230